Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum-e-Islamia/
ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online) E-Mail:muloomi@iub.edu.pk
Vol.No: 31, Issue:02. (Jul-Dec 2024) Date of Publication: 27-11-2024
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

سورت العصر کی روشنی میں مولانا عبید اللہ سندھی کا نظریہ "قرآنی اصولِ انقلاب" کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Maulana Ubaidullah Sindhi's Theory of "Qurani Shaoor-e-Inqilab" in the Light of Surat Al-Asr

Dr. Muhammad Ayaz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.
ayaz.te.bwp@gmail.com

Ms. Fozia Batool
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.
dhank51214@gmail.com

Abstract

This research article critically examines Maulana Ubaidullah Sindhi's theory of "Qurani Shaoor-e-Inqilab" in the light of Surah Al-Asr. While differing from traditional exegeses, Maulana Sindhi's unique interpretative approach emphasizes addressing contemporary issues without diverging from fundamental Islamic beliefs. He interprets Qur'anic wisdom in a way that resonates with modern intellectual minds, especially targeting youth trapped in the socio-cultural influence of the West. Sindhi's work highlights the Qur'an as a comprehensive guide to human revolution, emphasizing immutable values aligned with human nature. Through the example of Surah Al-Asr, he underscores the significance of revolutionary movements rooted in truth, perseverance, and collective struggle as essential elements for societal progress. His insights aim to inspire a universal movement fostering human excellence in political, economic, and spiritual dimensions.

Keywords: Qur'anic Revolution, Surah Al-Asr, Maulana Ubaidullah Sindhi, Islamic Philosophy, Human Nature, Social Change, Revolutionary Movements, Qur'anic Exegesis

تمہید وتعارف:

قرآن مجید انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔اس میں قیامت تک پیش آنے والے تمام مسائل کے حل کے لئے اصول وضوابط موجود ہیں جن کو مشعل راہ بناتے ہوئے انسانوں کے باہمی مسائل اور اپنے خالق کے ساتھ تعلق کے تقاضوں سے عہدہ بر آں ہونے کے لئے مفسرین نے ہر زمانے میں گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ ہر دور میں خدام قرآن نے اپنے اپنے انداز میں خدمت قرآن کا شرف حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انسانوں کی رہنمائی کا سفر رواں دواں رکھا انہی خدام قرآن میں سے ایک نام مولانا عبید اللہ سندھی کا بھی ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی 12 محرم الحرام 1289ھ بمطابق 10مارچ 1872ء بروز جمعۃ المبارک کوسیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں "چیانوالی" میں اپنے والد کی وفات کے چار ماہ بعد ہوئے[1]۔ آپ کا پیدائشی نام بوٹا سنگھ تھا۔ 1878ء میں چھ سال کی عمر میں جام

پور، ضلع ڈیرہ غازی خان میں تعلیم کا آغاز کیا۔1884ء میں بارہ سال کی عمر میں ایک نو مسلم عالم عبید اللہ مالیر کوٹلی کی کتاب "تُحفۃ الہِند" پڑھنے کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور اس کے مصنف کے نام پر آپؒ نے اپنا نام "عبید اللہ" رکھا[2]۔

پھر قبول اسلام کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا 1891ء میں مولانا ابوالحسن تاج محمود امروٹیؒ کے پاس امروٹ ضلع سکھر تشریف لے گئے وہیں آپؒ کی شادی ہوئی۔ اور 1897ء تک امروٹ شریف میں درس و تدریس میں مصروف ہوگئے۔ اسی دوران نشر و اشاعت کا ایک ادارہ "محمود المطابع" قائم کیا اور اس مطبع سے سندھی زبان میں ایک ماہ نامہ "ہدایۃ الاخوان" شروع کیا۔ 1897ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے انہیں سیاسی کام کرنے کا حکم دیا[3]۔ 1901ء کو آپ نے صاحب العلم الثالث پیر رشید الدینؒ کے ساتھ مل کر حیدر آباد کے قریب "پیر جھنڈا" میں ایک مرکز "دارالرشاد" کے نام سے قائم کیا اور سات سال تک آپؒ نے علمی اور سیاسی کام سر انجام دیے۔ 1909ء میں سندھ سے آپؒ دیوبند منتقل ہوگئے اور "جمعیت الانصار" قائم کی۔ انتقال سے دو روز قبل دین پور تشریف لائے وہیں 21 اگست 1944ء 2 رمضان المبارک 1363ھ بروز منگل کو آپ نے دین پور شریف ضلع رحیم یار خان میں رحلت فرمائی۔

قرآن فہمی اور امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ:

مولانا سندھی کی جانب سے قرآنی حکمت کی ترجمانی کا انداز یقیناً دیگر مفسرین کے انداز بیان سے مختلف ہے لیکن یہ اختلاف مسائل کے ادراک اور ان کے حل کے لیے روح اثر تک رسائی کا اختلاف ہے یہ کسی بنیادی اسلامی عقیدہ یا اجتماعی موقف سے اتفاق یا انحراف پر مبنی حقیقی اختلاف نہیں بالفاظ دیگر یہ دلیل و برہان کا اختلاف نہیں بلکہ عصر و زمان کا اختلاف ہے جس کی بنا پر اسلام و کفر کے پیمانوں میں تول کر جنگ و جدل یا طعن و تشنیع کا ماحول گرم کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے لیکن تنگ نظر عناصر اس حوالہ سے گنجائش نکال ہی لیتے ہیں۔ مولانا سندھی نے قرآنی حکمت کو معروضی حقائق کے حوالہ سے اشکار کیا ہے یوں انہوں نے آج کے سوچنے والے دماغوں کو دین کی طرف لانے کی سعی مشکور انجام دی ہے انہوں نے قرآنی حکمت کو آج کی زبان میں اس طرح پیش کیا ہے کہ پڑھا لکھا نوجوان اس کا شعور اور ادراک حاصل کر کے دین بیزار سامراجی حلقوں کی حکمت عملی کے سحر سے باسانی نکل سکتا ہے مولانا سندھی کا روح سخن مغرب کی سماجی و عملی چنگل میں گرفتار نوجوان کی طرف ہے وہ اس میں ملی خودی اور قومی حمیت بیدار کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن حکیم وہ کتاب ہے جس میں انسانی انقلاب کا مکمل پروگرام دیا گیا ہے اس میں انسانیت کے خواص بتائے گئے ہیں اور وہ اقدار معین کی گئی ہیں جنہیں قائم کرنے سے ہی معاشرہ انسانی اصولوں پر ترقی کر سکتا ہے چونکہ یہ اصول انسانی فطرت کی ترجمانی کرتے ہیں اس لیے غیر متبدل ہیں یعنی جب تک انسان بحیثیت انسان زندہ ہے قرآنی اصول حیات اس کے معاشرے کی سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کی ترقی و تربیت کا مکمل کورس ثابت ہوتے رہیں گے یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف اوری کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی اور یہی سبب ہے کہ قرآنی اقدار کو رجعت پسند افراد و اجتماعات کے چنگل سے بچانے کے لیے انقلاب کا نسخہ تجویز کیا گیا یہ وہ نسخہ ہے جسے ہر زمانے میں ہر ایک جماعت نے جو ان کے جوان اقدار کو معاشرے میں قائم کرنا چاہے استعمال میں لا سکتی ہے اب جب کبھی بعض معاشرے میں ارتجاع پیدا ہوگا انقلابی قوتیں ابھرتی رہیں گی اور ارتجاع کا خاتمہ کرتی رہیں گی اس لیے بھی کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں اس انقلابی پروگرام کو چلانے کے لیے محمد ﷺ نے ایک نہایت مضبوط جماعت پیدا کی جس کی نظر بین الاقوامی بلکہ انسانیت گیر تھی اس بین الاقوامی پارٹی یا حزب اللہ کی تنظیم نہایت مستحکم طبعی اصولوں پر کی گئی جو رہتی دنیا تک انقلاب کی تکمیل میں مدد دیتے رہیں گے اس طرح پارٹی بنا کر کام کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پروگرام کو چلانے والی حکومت پیدا ہوگئی جس نے انسانیت عامہ کی ترقی میں اقتصادی اور روحانی پہلوؤں کو برابر اپنے سامنے رکھا یہ پارٹی کس طرح بنائی گئی؟ اس کے اثاثی قواعد قران حکیم کی اس مختصر سورۃ العصر میں منضبط کرتے ہوئے "عصر" یعنی زمانہ کی قسم کھائی ہے۔ دراصل اسالیب قرآنی میں سے ایک اسلوب یہ ہے قرآن حکیم میں بعض مقامات پر قسم بطور تمثیل کے بھی استعمال ہوئی ہے جیسا کہ "العصر" میں قسم بطور تمثیل کے پیش کی جا رہی ہے۔ اور قرآنی منہج یہ ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی جا رہی ہوتی ہے اُسے بطور گواہ بیان کیا جا رہا ہوتا ہے۔ اب العصر میں زمانے کو گواہ بنا کر انقلابی قوتوں کے ابھرنے اور معاشرتی انقلاب کیطرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ

جو لوگ حق قائم کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور عملی جدوجہد میں حصہ لیتے ہیں زمانہ شاہد ہے کہ اُن کے سواء باقی تمام انسان نقصان اُٹھاتے ہیں چاہے وہ اضطراری کیفیت کی وجہ سے یا پھر بغیر اضطرار کے انقلاب کا حصہ نہیں بنے۔ وَالْعَصْرِ (1)[4] اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (2) [5] فرما کر قرآن حکیم نے انسان کو آمادہ کیا ہے زمانے کی تسخیر کر کے اسے اپنی منزل کی طرف چلنے پر مجبور کر دینا یعنی زمانے کا رخ موڑ دینا بھی انسانی شرف ہے۔ دراصل کامیاب انقلاب کے لیے چار باتوں کا ہونا ضروری ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے تیار کردہ حزب اللہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی معاشرہ انقلاب کا متقاضی ہے تو یہ چار اصول اُس کے لیے چلتی سانسوں سے زیادہ اہم ہیں۔ اور وہ اصول آگے سورۃ العصر میں بیان کر رہے ہیں اُن میں پہلا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا [6] (جنہوں نے ایمان اختیار کیا)۔

تعیین ایمان کا اصول:

جب مذکورہ بالا میں تاریخ عالم کی شہادت کو بطور تمثیل پیش کیا گیا ہے تو اب اس امر کی ضرورت ہے کہ یہاں سے ایمان کا معنی بھی وہی لیے جائیں جو دنیا کے تمام ادیان میں اصولی طور پر تسلیم کیے جاتے ہوں۔ اس اصول کے تحت ایمان کا مطلب یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے قرآن حکیم مانا یا اس سے پہلے جنہوں نے تورات یا انجیل کو تسلیم کیا ان کتب الٰہیہ میں معین اصول پائے اور ان اصولوں کو مان کر ان پر عمل کرنے کی پختہ نیت بنا لی اور انہیں انسانی اجتماع میں قائم کرنے کے لیے اپنا جان و مال تک قربان کرنے کا ارادہ کر لیا تو اسے ان کا ایمان کہا جائے گا۔ اور قرآن حکیم کسی معاشرے کے کامیاب ہونے کی پہلی شرط یہ قرار دیتا ہے کہ اس معاشرے کے افراد کے دلوں میں صحیح علم کو اپنی جان مال کی قربانی کے ذریعے قائم کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ غرض کہ کامیابی کے لیے کوئی بلند نظریہ یا نصب العین ہونا ضروری ہے جسے ایمان کا درجہ دیا جا سکے۔ اور مسلمانوں کا انقلابی نصب العین قرآنی تعلیمات ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی کے نزدیک کامیاب انقلاب کی دوسری شرط عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ [7] ہے یعنی انسانی جسم کی ہر وہ حرکت اور سکون جو انسان کے ایمان کے مطابق ہو اور اس کی تعمیل و تکمیل کے لیے ہو تو وہ عمل صالح ہے خواہ وہ کسی کا قتل ہی کیوں نہ ہو اگرچہ اقوام عالم قتل کو برا تصور کرتے ہیں لیکن جب حق کی حمایت میں مرنے اور مارنے کی نوبت آ جائے تو یہ جنگ اور قتال قابل تعریف فعل سمجھا جاتا ہے اور اسے عمل صالح مانا گیا ہے دراصل ایمان جڑ ہے عمل کی جب تک جڑ زندہ ہے درخت زندہ ہے جب جڑ مر جاتی ہے درخت خود بخود مرجھا کر گر جاتا ہے اسی طرح معاشرے میں ایمان انفرادی اور اجتماعی کاموں کی بنیاد ہے۔ تاریخی شہادت کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو ایک بھی شہادت یا مثال ایسی نہیں ملتی کہ کسی بھی معاشرے کے لوگوں نے اچھے عقیدے اور اپنا ایمان تو بنا لیا لیکن انہوں نے پوری زندگی اپنے ایمان کے مطابق کام نہیں کیا اور وہ اپنے ایمان کو غالب کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے ہوں۔ البتہ تاریخ انسانی شاہد ہے کہ کامیاب وہی لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کے مطابق کام کیا اور اسے معاشرے میں غالب کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی لہٰذا ایمان کے مطابق کام کرنا اور سر دھڑ کی بازی لگا دینا ہی اصل میں عمل صالح ہے اور ہمیشہ کی کامیابی اسی عمل صالح سے مشروط ہے مولانا عبید اللہ سندھی کے نزدیک تیسری انقلاب کی کامیابی کی شرط تک تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ [8] ہے یعنی کہ آپس میں حق کی تلقین کرتے ہیں۔

سورۃ العصر کے مطابق تعیین حق کا انقلابی اصول:

اب یہاں پر مولانا عبید اللہ سندھی کے نزدیک اس بنیادی نقطہ کا سمجھنا انتہائی ضروری ہے کہ جب تک کوئی بات صرف علم کے درجے تک ضروری نہیں کہ وہ عمل پر آکسائے لیکن جب کوئی بات کا علم یقین کے اس درجے تک پہنچ جائے کہ وہ عمل پر اکسائے تو وہی پھر حق بن جاتا ہے یعنی جب ایمان حق کے درجے تک پہنچ جائے اور انسان یہ سمجھے کہ اگر یہ ایمان کسی طرح سے میرے دل سے نکال لیا گیا تو میں مر جاؤں گا یہی وہ مقام ہے جہاں پر انسان پہنچ کر اپنے ایمان میں امن اور اس کے مطابق عمل کرنے کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے میں سکون محسوس کرتا ہے۔

سورۃ العصر کی روشنی میں انقلابی جماعت کا اختیار / چناؤ:

جب کوئی آدمی اپنا ایمان بنالے اور اس کے مطابق سب کچھ قربان کرنے کا پختہ ارادہ بھی رکھتا ہو تو وہ معاشرے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ساتھ ایسے لوگوں کی جماعت کو نہ ملائے جن کا ایمان اس کے اپنے ایمان جیسا ہو اور پھر وہ سب مل کر اپنے مشترک ایمان کی تکمیل کے لیے انتہائی درجے کی کوشش کریں اور اگر اپنی جماعت میں سے کسی کے ایمان یا عمل میں کمزوری پائے تو اسے ایمان پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کی تلقین کرے۔ اب مشترک ایمان کی تکمیل کے لیے جس جماعت کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے نظریے اور ایمان کی اشاعت کی جائے تاکہ اس سے ایک مشترک ایمان اور نظریات کی حامل جماعت اور پارٹی پیدا ہو سکے۔ کیونکہ تاریخ انسانی میں کوئی ایسی شہادت موجود نہیں ہے کہ ایک صالح عمل صاحب ایمان فرد تنِ تنہا جماعت کے بغیر حق کو غالب کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔

سورۃ العصر کا اصول آگہی:

اور جن لوگوں کو اپنی جماعت میں شامل کیا جائے تو ضروری ہے کہ انہیں ایک صحیح پروگرام کی دعوت اور معلومات دی جائیں اور انہیں غلط کاریوں سے پاک کر کے پھر ان کی حالت کو درست کر کے پھر انہیں آلہ کار بنائے اور ان کی مدد سے تمام دنیا میں اپنا پیغام پھیلائے۔ کامیاب انقلاب کی چوتھی شرط تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ [9] ہے یعنی وہ اپس میں صبر کی تلقین کرتے ہیں جب انسان اپنے ایمان کے مطابق کام کرتا ہے اور اسے تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی راہ میں بے شمار مشقتیں اور مشکلیں اتی ہیں وہ ان کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنے ایمان پر ڈٹا رہتا ہے تو یہ صبر ہے مولانا عبید اللہ سندھی کے نزدیک کسی اجتماع میں جو ایمان کسی نظریے پر قائم ہوا ہو اس میں دو وجہ سے کمزوری آسکتی ہے۔

(الف) اجتماع کی اندرونی پختگی اور مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ ذرائع پیداوار کی تقسیم اس طرح ہو کہ سارے اجتماع کی طبعی بنیادی ضروریات پوری ہوں یہ تحریک کے زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے بصورت دیگر تحریک مر جاتی ہے کیونکہ شامل افراد ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ایمان کی تکمیل سے قاصر رہ جاتے ہیں اور مالی تفریق کی وجہ سے بد دل بھی ہو جاتے ہیں۔

(ب) دوسری وجہ انقلاب کے کمزور ہونے کی یہ ہے کہ انقلاب میں شامل افراد میں علمی اشتراک نہ ہو یعنی جیسا عقیدے یا صحیح علم کو ایمان بنایا گیا ہے اس کے متعلق اجتماع کے ہر ایک رکن کو کم از کم ضروری معلومات پوری طرح سے حاصل نہ ہوں تو اس صورت میں بھی انقلاب کمزور پڑ جاتا ہے مختصر یہ کہ مشکل حالات میں افراد کو ایمان پر قائم اور عمل پر امادہ رکھنے کی عملی صورت اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اجتماع میں افراد کی ضرورت کے مطابق مالی اشتراک اور ضروری علم عام ہو تاکہ کوئی شخص نہ بے خبر اور بے علم نہ رہے جب اجتماع میں بقدر ضرورت مالی اور عملی اشتراک پیدا ہو جاتا ہے تو اس میں ہر فرد کی بدنی اور عقلی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں کمزوروں کی خبر گیری اور ظالموں کی سر کوبی کا نظام مضبوط ہوتا ہے۔ نصب العین کا واضح اور معین ہونا ضروری ہے تاکہ انقلاب میں شریک افراد متحد ہو کر کام کر سکیں اگر نصب العین واضح نہیں ہو گا تو ہر شخص اپنا مطلب نکالے گا۔ اس طرح انقلاب انتشار کا شکار ہو جائے گا۔ یعنی مولانا سندھی کے نزدیک اِن دو وجوہات کے علاوہ اور دو وجوہ بھی ہیں جو انقلاب کو کمزور کرتی ہیں۔ (۱) منافقت (۲) دستور سازی میں کم علم لوگوں کی شمولیت [10]۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ نصب العین تو معین ہوتا ہے لیکن بعض افراد اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے دلوں میں کچھ ہوتا ہے اور وہ ظاہر کچھ اور کرتے ہیں یہ لوگ منافق کہلاتے ہیں۔ اور بعض اوقات کم علم لوگوں کو انقلاب کا نصب العین متعین کرنے میں شامل کر لیا جاتا ہے جو کہ کم علمی کی بنیاد پر دستور سازی کے اہل نہیں ہوتے ان دونوں صورتوں میں ساری انقلابی جماعت کی صلاحیتیں ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتیں اس لیے انقلاب کو کامیاب بنانے کے لیے ان دونوں کا انسداد ضروری ہے۔

خلاصہ بحث:

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ چھوٹی سی سورت قرآن حکیم کی انقلابیت کو پوری طرح سے واضح کرتی ہے اس میں انقلاب کے وہ اصول بیان کئے گئے ہیں جن کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے عمل کر کے قرآن حکیم کی حکومت قائم کر دکھائی۔ یہی وہ نمونہ ہے جس کی پیروی کرنے کا تمام انسانوں کو حکم دیا گیا ہے۔

حقیقت میں انقلاب ایک طریق کار (Methodology) ہے جس کے تین حصے ہیں:

1۔ نصب العین۔ 2۔ جماعت۔ 3۔ لائحہ عمل۔

اس لحاظ سے اس سورت کا تجزیہ کیا جائے تو الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ میں نصب العین معین کرنے کی ضرورت اور اس کے مطابق عمل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ میں جماعت کی ضرورت جتائی گئی ہے اور اس کے پیدا کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ وتواصوا بالصبر میں انقلاب کے عملی پروگرام یا لائحہ عمل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ نوع انسانی کی ساری تاریخ گواہ ہے کہ ان چار قاعدوں کے عمل میں لائے بغیر انسان کبھی حق کو قائم نہیں کر سکا اور تاریخ کا یہ مسلسل عمل ظاہر کرتا ہے کہ ان چاروں اصولوں پر عمل کئے بغیر کوئی جماعت کبھی حق کو قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تاریخ اسلام کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر خلافت راشدہ کے زمانہ تک کا زمانہ انقلاب کی وہ تمام شرطیں پوری کرتا ہے جو اس زمانے میں قرآنی نظام سیاست، معاشیات اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے طریقوں کو غالب کرنے کا نصب العین معین شکل میں ان کے سامنے تھا۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ والأنصار مہاجرین اور انصار میں سے ابتدائی مسلمان وہ مرکزی جماعت تھی جو حزب اللہ (اللہ کی پارٹی) کی رہنمائی کرتی تھی۔ انہوں نے اپنی ضرورتوں کے مطابق فوجی لائحہ عمل مکمل کیا پہلے عرب کو زیر اثر کر کے قومی انقلاب قائم کیا پھر ایران اور روم کے علاقوں کو زیر اثر کیا اور پھر رفتہ رفتہ مشرق اور مغرب کی طرف بڑھے اور نہایت شاندار کامیابیاں حاصل کیں وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ (بقرہ 2:115) اور مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں"۔ آج بھی مسلم نوجوان انقلاب کے انہی اصولوں کو اختیار کر کے قومی اور بین الاقوامی کامیابیاں حاصل کر سکتا ہے۔ ان اصولوں کو اختیار کئے بغیر وہ قرآن حکیم کو کبھی بھی کامیابی کے ساتھ کامل طور پر قائم نہیں کر سکتا اور یہ بات بھی واضح ہے کہ قرآنی اصول حیات کو قائم کئے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم کا بین الاقوامی اور عالمگیر غلبہ ہی وہ مطمع نظر ہے جو حضرت محمد رسول اللہ سلم نے اپنی پارٹی کے سامنے رکھا اور جس کی کامیابی کی خاطر انہوں نے جان توڑ کوشش کی آج بھی ہمارے نوجوانوں کے سامنے یہی نظریہ یہی نصب العین اور یہی مقصد حیات ہے۔ ان انقلابی اصولوں کے مطابق دین اسلام کے غلبہ دین کے معنی کی تشریح کرتے ہوئے حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ دین اللہ کا غلبہ ادیان پر قائم کرنے کا عمل حضرت رسول اکرم ﷺ نے شروع فرمایا فَقَهَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْأُمِّيِّينَ حَتَّى دَانُوا بِالْإِسْلَام یعنی آنحضرت اسلام نے عرب پر سیاسی غلبہ حاصل کیا یہاں تک کہ اہل عرب اس دین کے قانون کے مطیع ہو گئے۔ اس کے بعد بقول امام ولی اللہ دہلوی غلبہ اسلام کی دوسری منزل آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں نے طے کی اور اسلام کو ایرانی اور رومی سلطنتوں پر سیاسی غلبہ دیا۔ سورۃ العصر کے قرآنی اصول اور اُس کی عملی شکل کے بعد اب مسلمان نوجوان کا فرض ہے کہ وہ بھی پہلے اپنے وطن عزیز میں قرآن کا غلبہ قائم کریں اور اس کے بعد اسے دنیا بھر کی سب سے بڑی سیاسی و معاشی طاقت بنائیں تا کہ وہ انسانی قدریں دنیا میں قائم ہو سکیں جن کا غالب ہونا انسانیت اور فلاحی سماج کے لیے ضروری ہے۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سورت العصر کی روشنی میں قرآنی اصول انقلاب کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ ہمارا نوجوان طبقہ ان اصول انقلاب کا نہایت غور سے مطالعہ کر کے قرآنی انقلاب کی تکنیک کو سمجھنے میں ان سے فائدہ اٹھائے۔ دراصل مولانا عبید اللہ سندھی نے اپنی اندگی میں مذہبی، سیاسی اور اقتصادی انقلابات کو قریب سے دیکھا اور خود بھی مختلف تحریکوں کے اہم ارکان میں سے ہیں۔ جس کی

وجہ سے مولانا صاحب کی شخصیت ایک انقلابی شخصیت بن اُبھری اور وہی انقلابی خصوصیات مولانا عصر حاضر کے نوجوان طبقہ میں بھی دیکھنے کے خواہاں ہیں۔ بایں وجہ انہوں نے نوجوان نسل کو انقلاب سمجھانے کے لیے سورۃ العصر کی روح اثر تفسیر کی ہے۔

نتائج

1. حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ عصر حاضر کے ان نابغہ ءروز گار شخصیات میں سے ہیں۔ جن کا علم و تحقیق انہیں صدیوں زندہ رکھے گا اور متلاشیان علم و حکمت آنے والے برسوں میں انہیں ان کی تحقیقات سے پہچانیں گے۔ عوام اور علماء ان کی کاوشوں سے استفادہ کرتے ہوئے انہیں ایک مستند حوالہ کے طور پر پیش کریں گے اور جدید دور کا لکھاری و مورخ ان کی علمی و تصنیفی خدمات کو سلام عقیدت و محبت پیش کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔
2. آپ کی تحریکات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہر مسلم جوان کو اپنی ذات میں ایک انجمن بننے کا درس دیا ہے۔
3. حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں عصری، تدریسی، ملی اور دینی مسائل پر مدلل اور تفصیلی بحث کی ہے جس کے نتیجے میں دور حاضر کے بہت سے مسائل اور الجھنیں دور ہو گئیں ہیں۔
4. آپ کی تفسیری خدمات عصر حاضر میں منفرد و ممتاز حیثیت رکھتیں ہیں جن میں مرعوبیت کا سلوب و انداز نہیں۔
5. حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے انقلابی خیالات سے نہ صرف مدارس کے طلباء مستفید ہوئے بلکہ سکول اور کالجز کے طلباء بھی آپ سے مستفید ہوئے۔

سفارشات

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر تحقیقی کام کرنے کے بعد پتہ چلا کہ آپ کی شخصیت بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔ آپ ایک عظیم محقق، بہترین مفکر اور مصلح ہیں آپ کے شخصی محاسن بھی بے شمار ہیں آپ کی ساری زندگی اس پُر فتن دور میں بھی مثبت سرگرمیوں سے بھری ہوئی ہے۔ قلم و قرطاس سے آپ کا گہرا تعلق ہے۔ آپ نے متعدد موضوعات پر قلم اُٹھایا ہے علمی و تحقیقی میدان میں آپ کی جو خدمات ہیں اُن پر بہت سا کام کرنے کی گنجائش ہے۔

1. حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر کتب کا نا صرف دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کیئے جائیں بلکہ علاقائی زبانوں میں ان کے تراجم کی اہم ضرورت ہے۔
2. آپ کی تمام تصانیف آپ کی علمی و فکری اور تحقیقی و اجتہادی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہیں۔ جن میں بیش بہا موضوعات کا خزانہ پوشیدہ ہے آپ کے حوالہ سے یہ پہلا کام ہے اور کام بھی ہونے چاہئیں اس مقصد کے لئے ضروری اقدامات اُٹھانے چاہئیں مثلاً پاکستان کی تمام جامعات میں ایم۔اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر مولانا عبید اللہ سندھی صاحب کی علمی، دینی اور تحریکی خدمات کے عنوانات پر تحقیقی مقالہ جات لکھوائے جائیں۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی ان خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اُن کی کتب اور سیاسی تحریکات کے موضوعات پر سیمنار اور کانفرنسز کا انعقاد کرنا چاہیئے جس میں ان سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو خاص طور پر مدعو کیا جائے۔

مصادرومراجع:

[1] ۔ محمد سرور ، مولانا عبید اللہ سندھی (لاہور: سندھ ساگر اکادمی، 2005ء) ، ص 123 ۔

[2] ۔ ایضاً

[3] ۔ مولانا عبید اللہ سندھی ، کابل میں سات سال(لاہور: سندھ ساگر اکادمی ، 2001ء) ،ص 76 ۔

[4] ۔ القرآن، سورۃ العصر: 1

[5] ۔ القرآن، سورۃ العصر: 2

[6] ۔ القرآن، سورۃ العصر: 3

[7] ۔ القرآن، سورۃ العصر: 3

[8] ۔ القرآن، سورۃ العصر: 3

[9] ۔ القرآن، سورۃ العصر: 3

[10] ۔ مولانا عبید اللہ سندھی ، قرآنی شعور انقلاب (لاہور: سندھ ساگر اکادمی، 2011 ء) ، ص187 ۔